کتاب نما

حدائق الریحان، حسان بن ثابت، منظوم ترجمانی: پروفیسر رئیس احمد نعمانی۔ ناشر: گوشہ مطالعات فارسی، پوسٹ بکس ۱۱۴، علی گڑھ-۲۰۲۰۰۱، بھارت۔ صفحات: ۶۲۔ قیمت: درج نہیں۔

زمانۂ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں جن شعرا کو نعتِ رسولؐ لکھنے کی سعادت نصیب ہوئی، ان میں نمایاں ترین نام حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کا ہے۔

ڈاکٹر رئیس احمد نعمانی، مسلم یونی ورسٹی علی گڑھ کے بلند پایہ اساتذہ میں سے ہیں۔ جو نہ صرف عربی اور فارسی ادبیات کے عالم اور محقق ہیں، بلکہ قادرالکلام شاعر بھی ہیں۔ انھوں نے حضرت حسانؓ کے قصائد سے سیرتِ پاکؐ پر اشعار کا انتخاب کرکے، انھیں اُردو اشعار میں ڈھالتے ہوئے ترجمے کے ساتھ عربی متن بھی پیش کیا ہے۔

یہ مختصر، مگر اپنی قدر کے اعتبار سے بڑے بڑے دیوانوں پر بھاری کتاب، حُسنِ خیال اور حُسنِ بیان کا مرقع ہے کہ رسولؐ اللہ سے محبت و شیفتگی جس کے حرف حرف پھوٹتی ہے۔

جنابِ نعمانی اس عشق و سعادت کی راہ پر چلتے ہوئے، ۱۹۹۹ء میں حضرت کعب بن زہیرؓ کے مشہور قصیدے بانت سعاد اور ۲۰۰۲ء میں محمد بوصیری کے قصیدۂ بردہ کا مکمل اور منظوم ترجمہ بھی کرچکے ہیں۔ (سلیم منصور خالد)

مصادرِ سیرتِ نبویؐ، ڈاکٹر محمد یاسین مظہر صدیقی۔ ناشر: دارالنوادر، الحمد مارکیٹ، اُردو بازار، لاہور۔ فون: ۰۴۲-۳۷۲۳۱۸۰۸۔ صفحات: حصّہ اوّل: ۶۴۰، حصّہ دوم: ۶۶۶۔ قیمت سیٹ: ۲۰۰۰ روپے۔

سیرتِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کا بنیادی مآخذ قرآن کریم ہے، پھر ازواجِ مطہراتؓ اور صحابۂ کرامؓ۔ ازاں بعد محدثین اور سیرت نگاروں نے اس مقدس کام کے لیے اپنی زندگیاں وقف کردیں۔

ڈاکٹر محمد یاسین مظہر صدیقی نے گذشتہ ۴۰ برس سے سیرت نگاری کو اپنا میدانِ تحقیق بنا کر، اُردو میں بہت سا ذخیرہ منتقل کیا ہے۔ اس دوران وہ جن مآخذ سے استفادہ کرتے رہے، ان میں سے اکثر مصنفین کے احوال و آثار اور خصوصاً سیرت نگاری کے حوالے سے ان کے علمی ورثے پر بطور تعارف مظہر صاحب نے ایک منصوبے کے تحت مضامین لکھے۔ یہ کتاب انھی مفصل اور مختصر مضامین پر مشتمل ہے۔ انھوں نے بجا طور پر لکھا ہے: ''سیرت نگاری کا ابتدائی رجحان رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام و فرامین اور تشریعی نوعیت کے واقعات و کوائف جمع کرنے کے اوّلین کارنامے کی شکل میں اُبھرا، جو حدیث و سنت کا ذخیرہ کہلایا۔ یہی وجہ ہے کہ تمام ابتدائی مؤلفینِ سیرتؒ اپنی اپنی جگہ ماہرینِ فنِ حدیث اور محققینِ کتاب و سنت تھے'' ۔ (ص ۵۱)

انھوں نے قارئین کو امام عروہ بن زبیر (۲۲-۹۴ ہجری) سے لے کر مولانا محمد ادریس کاندھلوی (۱۳۱۷-۱۳۹۴ ہجری) تک (۲۵+۲۴) ۴۹ اہلِ علم و فن سے روشناس کرانے کی سبیل پیدا کی ہے۔ ان مضامین میں مؤلف نے محض حالات ہی نہیں لکھے، بلکہ جہاں ضروری تھا اختصار کے ساتھ تنقید و تبصرہ بھی کیا ہے، تاکہ قاری دوسرے پہلو سے بھی واقف ہو سکے۔

مثال کے طور پر ابنِ اسحاق کے بارے میں لکھتے ہیں: ''[انھیں] روایات کثرت سے جمع کرنے کا شوق تھا...... روایت و درایت دونوں لحاظ سے ابن اسحاق کی متعدد مرویات مشتبہ بھی ہیں اور بعض اوقات قابلِ ذکر رد بھی'' (ص ۸۰، ۸۱، اوّل)۔ اسی طرح علّامہ واقدی کے بارے میں لکھتے ہیں: ''سیرت و تاریخ میں واقدی کی مہارت ہی نہیں بلکہ امامت مسلّم ہے'' (ص ۱۴۹)، مگر اسی صفحے پر امام بخاری کا یہ قول بھی درج کرتے ہیں: ''وہ [واقدی] متروک الحدیث تھے۔ ان کو امام احمد بن حنبل نے ترک کر دیا تھا۔ معاویہ بن صالح کا بیان ہے کہ واقدی کذّاب ہیں'' (۱۴۹-۱۵۰)۔ پھر دونوں نقطہ ہائے نظر کا تجزیہ کرنے کے دوران بتاتے ہیں کہ دراصل: ''واقدی کو غیر ثقہ، ضعیف اور ناقابلِ اعتماد قرار دینے والے علما و محققین نے ناقدین کے عمومی بیانات پر زیادہ تکیہ کیا ہے۔ ابھی تک واقدی کی روایات و احادیث کا کوئی تجزیاتی مطالعہ نہیں کیا گیا'' (ص ۱۵۰، ۱۵۱)۔ زیر نظر کتاب میں شامل ان مضامین میں ڈاکٹر صدیقی نے شخصیات پر بھی بحث کی ہے۔

جلد اوّل کے شروع میں سیرتِ نبویؐ پر تحقیق و تحریر کے آغاز اور ارتقا پر مقدمہ تحریر کیا ہے۔